ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

احمد فراز کی غزل کا تلمیحاتی نظام

مریم انور
ریسرچ اسکالر، پی ایچ ڈی اُردو، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
ڈاکٹر رابعہ سرفراز
استاد شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

Abstract:

"Ahmad Faraz is a very important name in the field of urdu ghazal, whose ghazal, is a unique, example of talmeeh background in modern themes, which cannot be studied without knowing the taleemhati background, because each of his ghazal contains several verses in it. Talmeeh has a background which is an example at the Pakistani level, which no other ghazal poet could compete with."

تلمیح کیا ہے تلمیح عربی زبان کا لفظ ہے جو بابِ تفعیل سے ہے جس کا اصل مادہ ل+م+ح=لمح ہے۔اس کے عام معنی تو اِشارہ کرنے کے ہیں۔اس کے لغوی معنی نور اللغات کے مطابق:

"مونث (علمِ بیان کی اِصطلاح) کلام میں کسی قصہ کی طرف اِشارہ کرنا۔"[۱]

واضح رہے کسی بھی شاعر کا اپنے کلام میں کسی ایسے قصے کی طرف اِشارہ کرنا جو بہت ہی زیادہ اہم اور مشہور ہو جب کہ انور جمال اس کا اصطلاحی مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

"تلمیح کی اِصطلاح علمِ بدیع کے حصے میں آئی ہے۔کلام میں کوئی ایسا لفظ یا مرکب استعمال کرنا جو کسی تاریخی، مذہبی یا معاشرتی واقعے یا کہانی کی طرف اِشارہ کرے تلمیح ہے۔"[۲]

اس مفہوم سے ایک اور بات واضح ہو رہی ہے کہ کلام میں کسی ایسے واقعہ کی طرف اِشارہ کرنا خواہ وہ تاریخی یا مذہبی اور معاشرتی ہو تو یہ اِشارہ تلمیح کہلاتا ہے۔ہم اپنے الفاظ میں تلمیح کی تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ کلام میں کسی ایسے قصے، واقعہ یا کہانی کی طرف اِشارہ کرنا جو بہت زیادہ معروف ہو خواہ وہ مذہبی، احادیثی، تاریخی، سیاسی، شخصیاتی اور اساطیری کسی بھی نوعیت کی ہو تو وہ تلمیح کہلانے کی مستحق ہے۔

احمد فراز کی غزل جدید دور کی حسین ترین پیداوار ہے جو اپنے منفرد جدید موضوعات کے ساتھ ایک نئے لب و لہجہ کی دلچسپ غزل ہے جس میں انھوں نے کئی مقامات پر ایسی تلمیحات کا استعمال کیا ہے جو اُردو ادب (اسلامی، تاریخی، شخصیاتی نوعیت کی ہے) میں بہت زیادہ مشہور ہیں۔

ایسی تلمیحات جو اسلامی عقائد، اسلامی تعلیمات، اسلامی واقعات (قصص انبیاء و رُسل) اصولوں پر مبنی ہو تو ایسی تلمیح اسلامی تلمیح کہلائے گی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

خلد

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم کو کھنکھناتی مٹی سے بنا کر اس میں روح پھونکی تو وہ پتلا فوراً گوشت پوست کا انسان بن گیا۔ ایک عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حوا کو پیدا کیا پھر دونوں میاں بیوی کو جنت میں قیام کی اجازت مل گئی تو وہاں موجود ایک ایسے درخت کے بارے میں کہ اس کو نہ چھوئیں اور نہ قریب جائیں مگر شیطان کے ورغلانے سے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھالیا اللہ کے حکم کو بھلا بیٹھے۔ بعد ازاں اپنی بقیہ حیات کے ساتھ حضرت آدم دنیا میں تشریف لائے۔ اس حوالے سے شاعر کہتے ہیں:

ہم خلد سے نکل تو گئے ہیں پر اے خدا
اتنے سے واقعے کا فسانہ بہت ہوا [۳]

زلیخا

زلیخا حضرت یوسفؑ پر عاشق تھی۔ حضرت یوسفؑ اللہ کے پیغمبر تھے جب کہ زلیخا عزیزِ مصر کی بیوی تھی جو خود بھی بہت زیادہ حسین اور دِلکش تھی لہٰذا حضرت یوسفؑ بھی خوبصورتی میں سب سے بڑھ کے تھے جس کے باعث زلیخا ان پر فریفتہ ہوئی جیسے:

مثال دستِ زلیخا تپاک چاہتا ہے
یہ دل بھی دامنِ یوسف ہے چاک چاہتا ہے [۴]

صلیب

صلیب بنی اسرائیل کا وہ طبقہ تھا جو حضرت عیسیٰؑ کی دعوت پر ایمان نہیں لایا بلکہ انھوں نے عیسیٰؑ کی دعوت پر سخت مخالفت کر کے ان کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی پھر حضرت عیسیٰؑ نے تمام صورتِ حال کو جانتے ہوئے سب اہلِ ایمان کو جمع کر کے اللہ کے دین کی حفاظت پر ان سے عہد لیا تمام حوارین نے بڑے ہی جوش سے دینِ اسلام کی حفاظت کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا دینے پر آمادگی ظاہر کی بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان کی طرف اُٹھالیا نہ ہی یہ قوم حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھا سکی نہ ہی مار سکی اُردو شاعری میں صلیب کی تلمیح بہت مشہور ہے۔ احمد فراز کہتے ہیں:

وہ دن بھی آئے صلیب گر بھی صلیب پر ہوں
یہ شہر اِک روز پھر سے یومِ حساب دیکھے [۵]

طوفانِ نوح

یہ وہ عذاب تھا جو حضرت نوحؑ کی قوم پر ان کی بُت پرستی کی وجہ سے نازل ہوا تھا۔ حضرت نوحؑ تقریباً ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو دینِ اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر اتنی مدّت دعوت دینے کے باوجود قلیل تعداد میں لوگ ایمان لائے جب کہ کثیر تعداد میں لوگوں کا کہنا تھا ہم ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ اللہ کے جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہیں وہ عذاب لے آئیں پھر حضرت نوحؑ نے کہا عذابِ الٰہی میرے اختیار میں نہیں یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے گا تو فوراً نازل کرے گا پھر حضرت نوحؑ نے ایک دُعا کی جس کے نتیجے میں قومِ نوحؑ پر پانی کا عذاب نازل ہوا۔ اہلِ ایمان نوحؑ کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو گئے وہ بچ گئے جو ایمان نہیں لائے وہ اس عذاب میں تباہ ہو گئے اس واقعہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے احمد فراز کہتے ہیں:

کشتی نوح کو مژدہ ہو کہ اب

شہر والوں کو ہے طوفان عزیز [۶]

قیامت، محشر

اسلام کے مطابق قیامت یا یومِ آخرت وہ دن ہو گا جس میں تمام دُنیا ختم ہو جائے گی۔ایک شور و ہنگامہ برپا ہو گا جس سے مردوں کو زندہ کیا جائے گا سب کا حساب لیا جائے گا جن کے اعمال اچھے ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوں گے جن کے بُرے اعمال ہوں گے وہ دوزخ میں جائے گے، جیسے:

اے داورِ محشر نہ مری فردِ عمل دیکھ
اے ہاتفِ غیبی نہ سخن کو مرے آگے [۷]

کوہِ طور

حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ سے بڑی قربت حاصل تھی۔جب حضرت موسیٰ نے کوہِ طور پر اللہ تعالی سے کلام کیا تو تب خدا سے دیدار کی خواہش کی تو اللہ تعالی نے فرمایا اے موسیٰ تم ہر گز نہ دیکھ سکو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہے اگر یہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔پھر جب خدا کی تجلی اس پہاڑ پر ظاہر ہوئی تو اس تجلی نے پہاڑ کو خاکستر کر دیا۔جیسے فراز کا کہنا ہے:

جو ڈھونڈتے تھے آگ انھیں پیغمبری ملی
ہم کو پیغمبری کی طلب تھی، ملی ہے آگ [۸]

فراز بڑی ہنر مندی سے صنعتِ تلمیح کی حد تک اپنے جذبات اور خواہشات کو بیان کرتے دکھائی دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

"فراز کے ہاں فکر، تخیل اور جذبے میں کوئی کشمکش نہیں۔الفاظ و معانی اور اظہار میں کوئی کھینچاتانی نہیں بلکہ ان میں یکجائی ہے وہ روایتی تصورات کو منضوم کرنے کا قائل نہیں۔ان کے پاس ذاتی تجربات کی اتنی فراوانی ہے کہ اسے روایتی تصورات کی دریوزہ گری کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔" [۹]

یعنی ان کے موضوعات میں ایک خاص قسم کی نسبت نظر آتی ہے۔موضوعات و رجحانات کے علاوہ فکر اور اسلوب میں یہ تنوع اور رنگا رنگی نمایاں ہے۔

مسیح، مسیحائی

مسیح یمسح عربی زبان میں ہاتھ پھیرنے والے کو کہتے ہیں۔حضرت عیسیٰؑ کو ان کے معجزات کی وجہ سے مسیح یا مسیحائی کہا جاتا تھا۔کیوں کہ وہ پیدائشی اندھوں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر آنکھوں کو روشن کر دیتے تھے۔برص جیسے لاعلاج مرض کو بھی ہاتھ پھیر کر ٹھیک کر دیتے تھے۔مردوں کو اللہ تعالی کے حکم سے زندہ کر دیتے، مٹی کا پرندہ بنا کر اُس میں رُوح پھونک دیتے، لوگوں کو اُن کے بارے میں سب کچھ بتا دیتے تھے کہ آج آپ نے کیا کچھ کھایا اور ذخیرہ کر رکھا ہے۔اس تلمیح کے حوالے سے فراز کا کہنا ہے:

کاش تو بھی کبھی آ جائے مسیحائی کو
لوگ آتے ہیں بہت دل کو دکھانے میرے [۱۰]

یوسفؑ

حضرت یوسفؑ کے والدِ محترم حضرت یعقوبؑ تھے جن کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے سب سے زیادہ عزیز حضرت یوسفؑ کو سمجھتے اور رکھتے تھے۔اسی لیے ان کے بھائیوں نے یوسفؑ سے حسد کرنا شروع کر دیا اسی دوران میں حضرت یوسفؑ نے خواب دیکھا ان کو گیارہ ستارے سورج و چاند سجدہ کر رہے ہیں پھر انھوں نے یہ خواب اپنے والد کو سنایا۔والدِ محترم نے اس خواب کا ذِکر بھائیوں سے نہ کرنے کو کہا مگر ان کے بھائیوں کو اس خواب کا علم ہو گیا جس سے ان کی حسد بڑی آگ میں مزید اضافہ ہو گیا وہ یوسف کو قتل کرنے کی سازش کرنے لگے مگر ان میں سے کسی ایک نے کہا ہم اسے کسی دُور جگہ پر چھوڑ آتے ہیں جس سے یہ والد کی توجہ سے دُور ہو جائے گا۔والد کی توجہ ہمیں حاصل ہو گی ہم نیک بن جائیں گے۔بعد ازاں انھوں نے یوسف کو کنعان سے دُور ایک کنویں میں دھکیل دیا واپسی پر یوسف کے قمیض کو کسی جانور کے خون سے تر کر لیا۔بابا کو گھر جا کر کہا یوسف کو بھیڑیا کھا گیا جب کہ انھوں نے مصر جانے والے قافلے کو فروخت کر دیا پھر اُسی قافلے والوں نے یوسف کو مصر کے بازار میں فروخت کیا جو عزیزِ مصر نے خرید لیا۔فراز،یوسفؑ کے بھائیوں کے حوالے سے کہتے ہیں:

وفا کیسی کہاں کی دوست داری
جہاں احباب ہوں یوسف کے بھائی [۱۱]

ایسا قصہ یا واقعہ جس میں تاریخ یا تاریخ کے کسی ایک پہلو کی طرف اِشارہ کیا گیا ہو تو ایسی تلمیح تاریخی تلمیح کہلانے کی مستحق ہو گی جیسے:

برہمن

برہما کے منہ سے پیدا ہوئی جس کا اصل مقصد وید سیکھنا اور سکھانا ہے یہ ہندوؤں کی سب سے اُونچے درجے کی ذات کا نام تھا اگر کوئی نچلی ذات کے لوگ ان کو چھو جاتے تھے تو وہ لوگ اپنے آپ کو ناپاک تصور کرتے تھے لہٰذا شادیاں بھی اپنی ہی ذات کے لوگوں میں کرتے تھے پھر فراز کہتے ہیں:

نہ شب و روز ہی بدلے ہیں نہ حال اچھا ہے
کس برہمن نے کہا تھا کہ یہ سال اچھا ہے [۱۲]

جامِ جم

جامِ جم ایران کے مشہور بادشاہ جمشید کا پیالہ تھا جس کے ہفت خط بہت معروف ہیں۔جامِ جم کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "جامِ جم کا دوسرا نام جامِ جہاں نما بھی ہے۔جمشید ایران کا ایک بادشاہ گزرا ہے کہ اس نے ایک ایسا جام تیار کیا تھا جس میں ساری دُنیا نظر آتی تھی کہتے ہیں کہ اس میں ساری دُنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں خطوط و دوائر وہندی اِضطرلاب بنے ہوئے تھے جن سے ستاروں کی بلندی وغیرہ اور دُنیا کے امورِ خیر و شر کا پتہ چل جاتا تھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جمشید نے شراب ایجاد کی تھی اس لیے اس کا جامِ جمشید مشہور ہے۔"[۱۳]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

جام جم کی ان اہم خصوصیات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یہ ایک ایسا خاص پیالہ تھا جس میں ساری دُنیا کا حال، خیر و شر بڑی ہی آسانی سے معلوم ہو جاتی تھی۔ فراز کا کہنا ہے:

فراز دولتِ دل ہے متاعِ محرومی
میں جامِ جم کے عوض کاسۂ گدائی نہ دوں [۱۴]

خضر، راہبر

حضرت خضرؑ کے بارے میں مختلف طرح کی روایات پائی جاتی ہے کسی کی نظر میں یہ ولی، کوئی پیغمبر سمجھتا ہے اور کچھ انھیں فرشتہ کہتے ہیں کیوں کہ وہ جہاں سے بھی گزرتے یا بیٹھ جاتے وہاں سبزہ اُگ جاتا تھا۔ روایت ہے خضر سکندر ذوالقرنین کا وزیر تھا جس کے باعث خضر کی رہنمائی میں سکندر آبِ حیات کے چشمے تک پہنچا مگر وہاں آبِ حیات پینے والوں کا انجام دیکھ کر اس کو نہ پی سکا بعد ازاں خضرؑ نے آبِ حیات پی کر عمرِ جاوداں پائی لیکن بعض روایت میں یہ بھی کہا جاتا ہے۔ سکندر ذوالقرنین راستے میں ہی بھٹک گئے تھے۔ خضر ہی آبِ حیات کے چشمہ تک پہنچا تھا جس وجہ سے انھوں نے آبِ حیات خود ہی پی لیا۔ اس کہانی کے حوالے سے احمد فراز کہتے ہیں:

گمراہِ زمانہ ہوں مگر راہِ وفا میں
پوچھے نہ خضر کو بھی سکندر مرے آگے [۱۵]

فرہاد، شیریں

فرہاد شیریں کا عاشق تھا جب کہ خسرو پرویز شیریں کا میاں تھا۔ فرہاد نے شیریں کو پانے کے لیے خسرو کے کہنے پر دُودھ کی نہر کھودنے لگا مگر وہ اپنے وعدے میں کامیاب ہونے ہی والا تھا۔ خسرو نے فرہاد کی جیت کو دیکھتے ہوئے شیریں کی موت کی جھوٹی خبر پھیلادی۔ فرہاد اسی جھوٹی خبر کو سن کر خود پر قابو نہ پاسکا اپنا سر تیشے پر مار کر مر گیا۔

نہ وہ خسرو، نہ جوئے شیر شرطِ وصل شیریں ہے
تو کیوں کوہاٹ کے اِک کوہکن کی آزمائش ہے [۱۶]

قیس، مجنوں، لیلیٰ

مجنوں لیلیٰ کو بچپن سے ہی پسند کرتا تھا۔ لیلیٰ بھی مجنوں کے عشق میں مبتلا تھی جس کی وجہ سے دونوں زمانے بھر میں رُسوائے عام ہوئے مگر دونوں کی شادی بھی نہ ہو سکی بعد ازاں دونوں ایک دوسرے کے فراق میں موت کے منہ میں اُتر گئے جب کہ یہ تلمیح ادب میں بہت زیادہ مشہور ہے جیسے محمود نیازی تحریر کرتے ہیں:

> "لیلیٰ مجنوں کے فسانہ محبت کو ابنِ خلدون، ابنِ خلسکان اور ابن الکلبی جیسے مستند مؤرخین نے محض افسانوی ادب کی تخلیق قرار دیا ہے۔ فارسی ادب میں اس قصہ کو لانے والے مولانا نظامی گنجوی ہیں۔"[۱۷]

یعنی اس عشقیہ داستان نے ادب میں بہت زیادہ شہرت حاصل کی ہے۔ اس قصے کو مختلف ادوار کے کئی اصناف سے تعلق رکھنے والے بے شمار لوگوں نے اپنے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے جس سے یہ قصہ مشہور سے مشہور تر ہوتا گیا ہے جیسے:

وہ قیس اب جیسے مجنوں پکارتے ہیں فراز
تری طرح کوئی دیوانہ گھر سے نکلا تھا [۱۸]

منصور،اناالحق

حسین بن منصور حلاج ایک درویش صفت انسان تھا۔ اس نے جذبے کی شدت میں انااالحق کہہ دیا(یعنی میں خدا ہوں)لوگوں نے اس نعرے کو خدائی کا دعویٰ سمجھ کر موت کی سزادی مگر جب اس کے سر کو کاٹ کر جسم سے الگ کر دیا گیا تھا پھر بھی اس کے لہو کے ہر ایک قطرے سے اناالحق کی آواز سنائی دیتی رہی تھی جب کہ فرازؔ اسی تلمیح کو مدِ نظر رکھ کر کہتے ہیں:

تھا کل تو ایک نعرۂ منصور بھی گراں
اور اب کہ سینکڑوں ہیں خدا دیکھتے رہو [۱۹]

ایساواقعہ یا کہانی جس میں کسی مشہور شخصیات کی طرف اِشارہ کیا گیا ہو تو ایسے بیان کو شخصیاتی تلمیح کہتے ہیں۔

انوری

انوری ابی وردی فارسی کے بڑے ہی مشہور شاعر تھے جو پہلے خاوری تخلص استعمال کرتے تھے مگر بعد میں انوری استعمال کرنے لگے لہٰذا ان کی شاعری مشکل پسندی پر مبنی تھی جس میں فارسی کے ساتھ ساتھ عربی الفاظ کی تراکیب بھی شاعری کا خاصہ رہیں۔احمد فراز کا کہنا ہے:

تو انوری ہے نہ غالب تو پھر یہ کیوں ہے فرازؔ
ہر ایک سیل بلا تیرے گھر کو جاتا ہے [۲۰]

غالبؔ

غالبؔ کلاسیکل دور کے بڑے اہم شاعر تھے جنھیں اپنی زندگی میں بہت زیادہ دُکھوں، مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا جس طرح انھیں ہر ایک موڑ پر ایک نئے دُکھ کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بالکل اسی طرح ان کی شاعری کو پڑھتے ہوئے ہمیں ہر ایک صفحے پر نئے سے نئے موضوعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، پھر فراز اُن سے متاثر ہو کر کہتے ہیں:

میں نے بھی کیا قصد سفر کا کہ غزل میں
غالبؔ سا طرحدار ہے رہبر مرے آگے [۲۱]

فردوسی و نظیری و حافظ، بیدل، غنی کلیم

یہ تمام فارسی زبان کے شعرا تھے، جن کا کلام بڑا ہی دقیق اور معانی آفرین ہیں جو موجودہ دور میں بھی باکمال اور اعلیٰ ہے جیسے:

فردوسی و نظیری و حافظ کے ساتھ ساتھ
بیدلؔ ، غنی کلیم سے بیعت کے رات دن [۲۲]

میر وانیس، غالب واقبال، راشد، ندیم، فیض

یہ تمام نام اُردو شاعری کے میدان میں بڑے ہی اہم ہیں۔ اُردو شاعری میں میر، غالب، انیس کلاسیکل جب کہ اقبال، فیض، ندیم، راشد جدید شاعر مانے جاتے ہیں، جیسے:

میر و انیس و غالب و اقبال سے الگ
راشد ، ندیم ، فیض سے رغبت کے رات دن [۲۳]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

حوالہ جات

۱۔ نورالحسن نئیر، مؤلف، نوراللغات، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۲ء، ص ۲۱۱

۲۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اِصطلاحات، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۷ء، ص ۸۲

۳۔ احمد فراز، کلیاتِ احمد فراز، ترتیب و تزئین: فاروق ارگلی، نئی دہلی: فرید بک ڈپو، ۲۰۱۰ء، ص ۲۶۶

۴۔ ایضاً، ص ۱۰۴۶

۵۔ ایضاً، ص ۶۴۳

۶۔ ایضاً، ص ۵۶۲

۷۔ ایضاً، ص ۲۵۳

۸۔ ایضاً، ص ۲۴۸

۹۔ مسعود قریشی، ص ۹۲، ماہنامہ چہار سو، راولپنڈی، جلد ۳، شمارہ ۳۰-۳۱، جنوری-فروری، ۱۹۹۵ء

۱۰۔ احمد فراز، کلیاتِ احمد فراز، ص ۲۹۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۴۸

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۵۶

۱۳۔ مصاحب علی صدیقی، ڈاکٹر، اُردو ادب میں تلمیحات، لکھنوٗ: نظامی پریس، ۱۹۹۰ء، ص ۲۵۹

۱۴۔ احمد فراز، کلیاتِ احمد فراز، ص ۴۸۶

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۵۳

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۱۱۷

۱۷۔ محمود نیازی، تلمیحاتِ غالب، نئی دہلی: غالب اکیڈمی، ۲۰۰۲ء، ص ۱۱۰

۱۸۔ احمد فراز، کلیاتِ احمد فراز، ص ۸۲

۱۹۔ ایضاً، ص ۴۱۴

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۱۸۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۵۴

۲۲۔ ایضاً، ص ۲۸۳

۲۳۔ ایضاً